ایک نشان اور قوم کو انتباہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ رمئی ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۴﴾ (النمل: ۷۰-۷۴)

اور پھر فرمایا:

ایک لمبا عرصہ جو کئی مہینوں پر پھیلا ہوا تھا حکومت پاکستان کے شائع کردہ مزعومہ قرطاس ابیض کے جوابات دینے پر صرف ہوا اور الا ماشاء اللہ تقریباً تمام کے تمام خطبات مزعومہ قرطاس ابیض کے جواب ہی کے لئے وقف رہے۔

چند دن ہوئے پاکستان سے جماعت احمدیہ ڈسکہ کے امیر صاحب (ملک حمید اللہ خان صاحب) نے اپنے خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی کاپی میں مندرج ایک رؤیا کا ذکر کیا۔ یہ رؤیا ۱۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کی ہے اور ''تذکرہ'' (ایڈیشن سوم مطبوعہ ۱۹۶۹ء الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ) کے صفحہ ۴۸۵ پر درج ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کا خیال ہے کہ قرطاس ابیض کا جو جواب دیا گیا ہے یہ

رؤیا اسی سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ جب میں نے اس رؤیا کے اصل الفاظ کا مطالعہ کیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ واقعۃً یہ رؤیا حیرت انگیز طور پر اسی واقعہ پر چسپاں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس سارے عرصہ میں مجھے ان جوابات پر اتنا اطمینان کبھی نہیں ہوا تھا اور اتنی غیر معمولی خوشی نہیں پہنچی تھی جتنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس رؤیا کے مطالعہ سے پہنچی اور جو اطمینان نصیب ہوا اس کا الفاظ میں بیان ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب شان ہے کہ آج سے بیاسی، تراسی سال پہلے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو بتا دیا تھا کہ اس طرح ایک واقعہ ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اس کا ایک شافی اور کافی جواب دیا جائے گا۔ چنانچہ اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ’’خواب میں میں نے دیکھا میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے کسی مخالف کی۔ میں اس کو پانی میں دھو رہا ہوں اور ایک شخص پانی ڈالتا ہے۔ جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ ساری کتاب دھوئی گئی ہے اور سفید کاغذ نکل آیا ہے صرف ٹائٹل پیج پر ایک نام یا اس کے مشابہ رہ گیا ہے۔‘‘
>
> (تذکرہ۔ ایڈیشن چہارم ۲۰۰۴ء صفحہ ۴۰۴)

یہ الفاظ حیرت انگیز طور پر اس سارے واقعہ پر صادق آتے ہیں جو قرطاس ابیض کے نام سے عمل میں آیا ہے۔ سب سے پہلے تو دیکھنے والی یہ بات ہے کہ عام کتابیں جو مخالفین سلسلہ لکھتے رہے ہیں شروع سے لکھ رہے ہیں اور لکھتے چلے جائیں گے، یہ ذکر ان میں سے کسی ایک کے متعلق معلوم نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو ایک لمبا مضمون ہے جو تاریخ کے صفحات پر ہر طرف پھیلا ہوا ہے اور کسی کتاب کو خاص کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی لیکن پاکستان میں حکومت وقت کی طرف سے جماعت کی مخالفت میں ایک کتاب شائع کی جائے تو اس کتاب کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے اور عام مخالفانہ کتابوں سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ اس لئے لازماً یہاں کسی ایسی ہی کتاب کا ذکر ہے جو ایک غیر معمولی حیثیت رکھتی ہے اور اس ساری تاریخ میں جو تقریباً ایک سو سال پر پھیلی ہوئی ہے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں یہ پہلا واقعہ ہوا ہے کہ ایک ملک کی حکومت نے اپنی جانب سے ایک مخالفانہ کتاب شائع

کی ہو۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اس رؤیا میں اسی مزعومہ قرطاس ابیض کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔
مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’میں اس کو پانی میں دھو رہا ہوں اور ایک شخص پانی ڈالتا ہے۔‘‘

پاکستان میں عموماً میرا دستور یہی تھا اور گزشتہ خلفاء کا بھی یہی رہا ہے کہ جب کبھی علمی تحقیق کرواتے ہیں یا کرواتے تھے تو اس سلسلہ میں ایک سے زائد علماء مدد کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں لائبریریاں موجود تھیں۔ ہر قسم کے وسائل موجود تھے۔ چنانچہ ہر مضمون کے ماہر عالم کے سپرد مختلف باتیں کر دی جاتی تھیں جو تحقیق کر کے حوالے تلاش کرنے میں مدد کرتا تھا لیکن یہاں لندن میں ان ساری سہولتوں کے نہ ہونے کے باعث جس حد تک بھی بن پڑا اور جس طرح بھی خدا نے ہمیں توفیق دی کام کرنا پڑا۔ ہمارے تمام دوسرے مبلغین وغیرہ اتنے مصروف تھے کہ ان کو اس کام کے لئے الگ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے حوالہ جات کی تلاش کروانے کے لئے صرف ایک ہادی علی صاحب کو منتخب کیا۔ چنانچہ اس عرصہ میں وہی میری ہدایت کے مطابق جہاں جہاں میں اشارے کرتا تھا وہاں وہاں سے حوالے تلاش کر کے مہیا کرتے رہے۔

پس خواب میں ذکر کرنا کہ ایک آدمی پانی ڈال رہا ہے اور صرف ایک ہی ڈال رہا ہے یہ ایک غیر معمولی بات ہے اور کوئی خاص معنی رکھنے والی بات ہے جس کا رؤیا میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ اس تمام عرصہ میں صرف ایک ہی شخص پانی ڈالتا رہا یعنی میری مدد کرتا رہا، اس کتاب کو دھونے میں اور پھر یہ لفظ بھی بڑا معنی خیز ہے یوں لگتا ہے جیسے چور بالکل پکڑا گیا ہو۔ فرمایا کہ وہ کتاب دھل گئی تو ایک سفید کاغذ نکل آیا۔ یہ حیرت انگیز بات ہے White Paper کا نقشہ اس سے بہتر نہیں کھینچا جا سکتا تھا کہ وائٹ پیپر تو ہے لیکن دھل کر کچھ بھی باقی نہیں رہا کلیۃً سفید ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بے داغ کر دیا گیا اور صرف ٹائٹل پر کچھ لکھا ہوا باقی رہ گیا ہے لیکن جہاں تک نفس مضمون کا تعلق ہے اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے چونکہ یہ ایک عظیم الشان تائیدی نشان تھا اس لئے میں نے سوچا کہ جماعت کو بھی اس روحانی لذت میں شریک کروں۔ بھلا جس قوم کا خدا ایسا عظیم الشان اور عالم الغیب خدا ہو اور وہ اس طرح بار بار تائید فرمائے اس کو دنیا میں کون ہرا سکتا ہے۔ پس ہمارا خدا ہمارا والی ہے وہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ایسا عالم الغیب خدا ہے کہ ہماری

پیدائشوں سے بھی پہلے جانتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے اور بہت دور دور کی خبریں اس نے پہلے سے دلوں کو سہارا دینے کی خاطر دے رکھی تھیں اس لئے یہ لوگ تمسخر کرتے رہیں، مذاق اڑاتے رہیں کہ وعدے کب پورے ہوں گے اور کیسے پورے ہوں گے۔ تمسخر اور استہزاء ان کی زندگی کا حصہ ہے اور ان کے مقدر کی باتیں ہیں مگر ہم تو ہر روز پورے ہوتے ہوئے وعدوں میں جی رہے ہیں، وہی ہماری سانسیں ہیں اور وہی ہماری بقا کا پانی ہے اس لئے ہماری جماعت کے جو حالات ہیں وہ ان لوگوں کے تصور میں بھی نہیں آسکتے کہ ہم کس طرح زندہ ہیں اور کیوں زندہ ہیں۔

ازاں بعد میرا خیال تھا کہ میں ملک کو ایک عظیم خطرہ کی طرف متوجہ کروں اور یہ ملائیت کا خطرہ ہے جو ملکی زندگی کے تقریباً ہر گوشے پہ پنجے گاڑ چکا ہے اور اس وقت ملکی زندگی کی شاہ رگ اس کے پنجوں میں آچکی ہے۔ صرف ایک ملک میں یہ واقعہ رونما نہیں ہو رہا بلکہ اسلام دشمن طاقتوں کی طرف سے ایک سوچی سمجھی سازش کے مطابق ملکی زندگی پر ملائیت کو مسلط کروایا جارہا ہے۔

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے میں نے سوچا کہ میں اہل وطن کو اس خطرہ سے متنبہ کروں لیکن آج صبح ایک ایسا واقعہ ہوا جس کے پیش نظر میں اس مضمون کو سر دست آئندہ خطبہ کے لئے اٹھا رکھتا ہوں اور آج رونما ہونے والے واقعہ کے متعلق مطلع کرتا ہوں۔

آج صبح تہجد کے وقت فون کی گھنٹی بجی تو پتہ چلا کہ کراچی سے فوری ٹیلی فون ہے جس میں یہ بتایا گیا کہ کراچی میں محکمہ موسمیات (جس میں بین الاقوامی ماہرین موسمیات بھی شامل ہیں) کی طرف سے ایک ایسی تنبیہ کی گئی ہے جو عام طور پر پاکستان کے جغرافیائی حالات میں نہیں کی جاتی اور اس لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور وہ یہ کہ پاکستان میں کراچی کے ساحل کی طرف ایک نہایت ہی خوفناک سمندری طوفان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن صبح دس بجے وہ کراچی کے ساحلی علاقے کو Hit کرے گا۔ اس قسم کے سمندری طوفان مشرقی بنگال میں تو آتے رہتے ہیں اور وہ لوگ ان سے واقف بھی ہیں۔ ایسے طوفانوں میں لکھوکھہا جانیں ضائع اور اربوں کی جائیدادیں تلف ہوتی رہتی ہیں لیکن کراچی کے ساحلی علاقوں کے لئے یہ ایک بالکل اجنبی اور انوکھا واقعہ تھا اس لئے تمام نیوی کو Alert (الرٹ) کر دیا گیا شہری دفاع کے تمام ادارے اور رضا کار اس طرف متوجہ ہوئے، رات کے پچھلے حصہ اور صبح کے پہلے حصہ میں

ساحلی علاقوں سے آبادی کا انخلاء ہوا خصوصاً ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی سے جو بہت دور دور تک پھیلی پڑی ہے اس کے کئی Phases ہیں، اس میں لاکھوں آدمیوں کا انخلاء کروایا گیا۔ ڈیفنس کی نصف سے زائد آبادی اپنے مکان خالی کر گئی اور اتنی افراتفری میں یہ واقعہ ہوا کہ کسی کو اپنا سامان لے جانے کی بھی ہوش نہ تھی۔ چنانچہ اس اطلاع کے بعد صبح جب ایک احمدی گھرانے سے ٹیلی فون پر میرا رابطہ قائم ہوا تو انہوں نے اس طوفان کا نقشہ کھینچنے کے لئے ایک بڑا دلچسپ واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا ہمیں جب اطلاع ملی کہ فوراً نکلو تو اس اطلاع میں اتنی Panic تھی کہ ہم بغیر کسی چیز کے باہر نکلے تو میری چھوٹی بچی نے کہا: حضرت صاحب کے خط رہ گئے ہیں وہ تو لیتے جائیں۔ کہتے ہیں کہ ہم واپس دوڑے اور وہ خط لے لئے کہ اور کچھ لے جاسکیں یا نہ لے جاسکیں یہ خط محفوظ رہ جائیں۔ یہ وہ کیفیت تھی جس میں آبادی کا انخلاء عمل میں آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور پیشتر اس کے کہ یہ طوفان کراچی میں دور دور تک پھیلے ہوئے ساحلی علاقوں میں تباہی مچاتا اللہ تعالیٰ نے اس کا رخ پھیر دیا اور یہ بلا ٹل گئی۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی اہمیت بھی حاصل ہوگئی۔ کراچی کی جماعت خاص طور پر اس لئے بھی پریشان تھی کہ اگر چہ آج یہاں جمعہ کا دن رمضان کی گیارہویں تاریخ ہے لیکن پاکستان میں جمعہ کا دن آج رمضان کی دسویں تاریخ ہے اور اس سے پہلے ایک خطبہ میں جو میں نے گلاسکو میں دیا تھا۔ اس میں بھی میں نے جماعت کو مطلع کیا تھا کہ بعض ایسی رؤیا معلوم ہوتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے Friday The 10th کا جو کشفی نظارہ دکھایا تھا اس کا تعلق بعید نہیں کہ چاند کی راتوں سے ہو۔ چنانچہ اس خطبہ کے بعد اس عرصہ میں پاکستان سے ایک دوست ڈاکٹر طارق صاحب نے ایک اور عجیب اور بڑی دلچسپ رؤیا لکھ کر بھجوائی۔ اس کا بھی اس سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک رات میں بہت ہی پریشان ہوا اور خدا کے حضور بہت رؤیا اور دعائیں کیں کہ ابتلاء کے یہ دن کب کٹیں گے اور کیا ہونا ہے کچھ تو پتہ لگے۔ کہتے ہیں میں نے اس رات رؤیا میں جو نقشہ دیکھا ہے اس کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ ہے کیا؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو رؤیا کی تعبیریں بتا دیتا ہے اور آپ کا تعلق ہے جماعت کے معاملات سے اس لئے میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ چنانچہ وہ رؤیا یہ تھی کہ ایک کاغذ پر ایک طرف ایک

چوکھٹا بنا ہوا ہے اس کے اوپر کی طرف دس کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اور نیچے قمر لکھا ہوا ہے اور بائیں طرف ایک لمبا چوکھٹا ہے اور اس کے اندر تاریخیں لکھی ہوئی ہیں یا ہندسے لکھے ہوئے ہیں اور اکتیس پر جا کر وہ شمار ختم ہو جاتا ہے اور اکتیس کا ہندسہ نمایاں چمک رہا ہے۔ انہوں نے اس کی کوئی تعبیر نہیں لکھی اور نہ ان کا ذہن اس طرف گیا مگر چونکہ Friday The 10th والے کشف سے مجھے اس کا تعلق معلوم تھا۔ اس لئے واضح طور پر مجھے یہ سمجھ آئی کہ ۳۱ رمئی کو چاند کی دسویں تاریخ ہے اور دن جمعہ کا ہے اور اس جمعہ کے روز کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے جس کا تعلق اس کشف سے بھی ہے اور اس رؤیا سے بھی ہے۔ چنانچہ اس خیال سے میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو پہلے ہی متوجہ کر دیا تھا وہ نظر رکھیں کہ ۱۰ ر رمضان کو کیا غیر معمولی واقعہ پیش آتا ہے۔ ہمارے عزیز سیفی (صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب داماد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) خود ساری رات بیٹھے رہے اور ریڈیو چلا کر خبریں سنتے رہے لیکن عجیب واقعہ ہوا کہ جو فون ان کے نام آنا تھا وہ غلطی سے میرے نام آ گیا اور یہ اطلاع پہلے مجھے ملی بجائے اس کے کہ ان کو ملتی۔

اس واقعہ میں کئی اسباق پنہاں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ تو بہر حال پختہ بات ہے کہ یہ ایک ایسا غیر معمولی واقعہ ہے جو اس علاقہ میں دسیوں سالوں میں بھی کبھی رونما نہیں ہوا اور پھر جمعہ کے دن اور رمضان المبارک کی دس تاریخ کو رونما ہوا ہے۔ ان حقائق کو دنیا مٹا نہیں سکتی، کوئی ان کو غلط نہیں کر سکتا لیکن ایک خطرہ پیدا ہوا اور ٹل گیا۔ خواہ وہ کتنا ہی غیر معمولی خطرہ تھا لیکن بہر حال ٹل گیا اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے یا اس کا کیا نتیجہ ہمیں نکالنا چاہئے۔ یہ دیکھنے والی بات ہے۔ میرے ذہن میں اس کے کئی نتائج آتے ہیں جن کے بارہ میں میں احباب جماعت کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ کہ اگر چہ یہ رؤیا اس واقعہ پر چسپاں ہوتی نظر آ رہی ہے اور یہ ایک غیر معمولی بات ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ایک ہی دفعہ ایک بات پوری ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض ایسے کشوف اور الہامات ہوتے ہیں جو بار بار تکرار کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض نشان پیچھے پڑ جانے والے ہوتے ہیں اور وہ بار بار پورے ہوتے ہیں۔ پس ایک تو یہ امکان بھی ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر خدا تعالیٰ چاہے تو زیادہ وضاحت کے ساتھ اس نشان کو پورا فرما سکتا ہے۔

دوسرے جب ہم اس واقعہ پر غور کرتے ہیں تو کئی سبق ملتے ہیں پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ جب کسی قوم کو پکڑنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کی پکڑ کے رستے بہت ہیں۔ بسا اوقات وہ ایسے رستہ سے بھی پکڑتا ہے جس کی قوم توقع ہی نہیں کرسکتی، وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اس طرف سے بھی کوئی واقعہ رونما ہوگا۔ ۱۹۷۴ء کے فسادات کے بعد قوم مختلف ابتلاؤں میں بار بار پکڑی گئی مثلاً بلوچستان کی خشک پہاڑیوں پر غیر متوقع بارش کے نتیجہ میں سندھ میں ایک ایسا سیلاب آیا تھا جس کا آدمی وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا کہ بلوچستان کے خشک پہاڑ سیلاب کا موجب بن جائیں گے لیکن بلوچستان کے پہاڑوں کے سیلاب کی وجہ سے سندھ کا بہت سا علاقہ تباہ ہوا۔ چنانچہ اخباروں میں اس بات کی نمایاں سرخیاں لگیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی جب پکڑ آتی ہے تو معلوم بھی نہیں ہوتا کیونکہ اس کی پکڑ کے مختلف رستے ہیں۔ وہ قادر وتوانا خدا ہے وہ اپنی قدرت کے نشان دکھاتا ہے اور زمین کی ہر چیز کو جب چاہے وہ امر فرما سکتا ہے تب وہ جگہ جو امن کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے خطرہ کا موجب بن جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ جب کسی کو پکڑنے کا فیصلہ کرلے تو پھر کوئی آدمی امن میں نہیں رہ سکتا اور یہ مضمون بھی قرآن کریم کی مختلف آیات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ خدا کی تقدیر سے تم کسی طرح امن میں رہ سکتے ہو۔ وہ تو پابند نہیں ہے وہ جس طرح چاہے تمہیں پکڑنے کا فیصلہ کرلے تو پھر تمہارے لئے بچنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

اس نہایت مہیب خطرہ کے ایک دم ظاہر ہونے اور پھر اس کے ٹل جانے میں ایک خوشخبری بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ عذاب دینے میں خوش نہیں ہے۔ وہ تنبیہ فرماتا ہے اور خطرات سے متنبہ کرتا ہے اور قوم کو استغفار کا موقع دیتا ہے۔ اگر قوم استغفار کرے اور توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اللہ تعالیٰ اس بات میں راضی نہیں ہے کہ لوگوں کو ہلاک کرے اور وہ پکڑ میں ڈھیلا ہے اور نرمی کرتا ہے۔ یہاں تک نرمی کرتا ہے کہ بسا اوقات انبیاء بظاہر جھوٹے ہوتے دکھائی دے رہے ہوتے ہیں اور دنیا کو ان کی تضحیک اور تمسخر کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی اپنی پکڑ میں نرمی اور غیر معمولی مغفرت کا سلوک فرماتا ہے۔ پس اگر یہ وہی نشان ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا تو اس میں جماعت کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی ایک بہت ہی خوشخبری کا پہلو ہے کہ قوم کے لئے ابھی نجات کی راہ باقی ہے۔ مہیب خطرات کا ایک نمونہ دکھا دیا گیا ہے لیکن اگر قوم نے

استغفار سے کام لیا اور توبہ کی تو ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بچائے اور یہی ہم بھی چاہتے ہیں اور اسی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور اس سے سبق کا تیسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ تنبیہ موجود ہے اور نمونہ دکھا دیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو پھر خدا تعالیٰ تم سے کیا سلوک فرمائے گا۔ اب معاملہ وہاں تک جا پہنچا ہے کہ جہاں قومی عذابوں کے ذریعہ اور بار بار سزاؤں کے ذریعہ پکڑے جاؤ گے۔ اگر تم توبہ اور استغفار سے کام نہیں لو گے اور تکبر میں اسی طرح مبتلا رہو گے اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں سے تمسخر اور استہزاء کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو پھر یہ ایک معمولی سا نمونہ ہے جو تمہیں دکھا دیا گیا ہے پھر آئندہ تمہارے لئے اسی قسم کا خدا کا سلوک ظاہر ہونے والا ہے لیکن جب وہ ایک دفعہ ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر اس کے بعد کوئی روک نہیں، کوئی ہاتھ نہیں ہے جو اسے چلنے سے روک رکھے۔ خدا کی چکی ہے جب چل پڑتی ہے تو پھر کوئی اسے روک نہیں سکتا اس لئے یہ سارے نشانات یا ایسے اسباق ہیں جو اس واقعہ پر غور کرنے سے ہمیں ملتے ہیں۔

جن آیات کا میں نے انتخاب کیا ہے ان میں بھی یہی مضمون ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۝ اے محمد! (ﷺ) تو ان سے کہہ دے کہ تم زمین میں خوب پھر کے دیکھ لو ایک بات تمہیں قطعی طور پر نظر آئے گی کہ مجرمین کی عاقبت کبھی اچھی نہیں ہوئی۔ وہ لوگ جو جرم کے مرتکب ہوتے ہیں اور زیادتیاں کرتے ہیں اور سفاکی سے کام لیتے ہیں جن کی زندگیاں تضاد بن جاتی ہیں، منہ سے کچھ اور کہہ رہے ہوتے ہیں کردار ان کے کچھ اور ظاہر کر رہے ہوتے ہیں، ان کی ساری زندگیاں گندگیوں میں مبتلا ہوتی ہیں اور نیکیوں کا نام لے لے کر وہ لوگ غلط لبادے اوڑھ لیتے ہیں۔ اسلام کے نام پر ہر قسم کی غیر اسلامی حرکتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ایک وقت مقدر ہوتا ہے۔ وہ وقت کب آئے گا یہ ایک الگ بحث ہے لیکن اگر تم غور کرو اور مڑ کر تاریخ کے آئینہ میں ان لوگوں کے چہرے دیکھو تو ایک بات تمہیں قطعی طور پر نظر آئے گی کہ ان کا انجام اچھا کبھی نہیں ہوا، ان کا ہمیشہ بد انجام ہوتا رہا ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ فرمایا ہم ان لوگوں کو جو ڈھیل دیتے ہیں تو تم اس پر غم نہ کرو اور ان

کو مکروں کا جو موقع دیتے چلے جارہے ہیں ہر قسم کے مکر تیرے خلاف کر رہے ہیں تو اس پر تم یہ نہ سمجھو کہ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ یقین رکھو کہ تمہاری عاقبت اچھی ہے اور ان کی عاقبت لازماً خراب ہونے والی ہے، اگر یہ لوگ باز نہ آئے۔ تم سے یہ لوگ تمسخر کرتے ہیں اور طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور چھیڑ خانیاں کرتے ہیں کہ بتاؤ وعدہ کب پورا ہوگا، یہ بھی تو بتاؤ کہ کب ہم پکڑے جائیں گے، اگر تم سچے ہو تو دکھاؤ وہ عذاب کہاں ہے، خدا کی وہ پکڑ کہاں گئی۔ فرمایا اس کے جواب میں تو اتنا کہہ دے عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ہوسکتا ہے تمہیں پتہ ہی نہ چلا ہو اور ایک واقعہ رونما ہو گیا ہو یہ وہ چیزیں ہیں جن کی تم جلدی کر رہے ہو ان میں سے ایک حصہ تمہارے پیچھے لگ بھی چکا ہے اور تمہیں پتہ ہی نہیں کہ ہمارے پیچھے خدا کا عذاب لگ چکا ہے اور وہ چھوڑنے والا نہیں۔ لیکن کیوں پیچھے لگ رہا ہے اور کیوں اسے پکڑ نہیں رہا۔ یہ مہلت کیوں دی جارہی ہے۔ فرمایا: وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ۔

اللہ اپنے بندوں پر بہت ہی فضل کرنے والا ہے، پکڑنے میں دھیما ہے اور تکلیف دے کے خوش نہیں ہوتا۔ اس لئے بسا اوقات ایسے انتظام فرما دیتا ہے کہ مجرم اگر باز نہ آئیں تو پیشتر اس کے کہ وہ مجرم یہ کہہ سکیں کہ ہم کامیاب ہو گئے خدا کا عذاب انہیں پکڑ لیتا ہے جو پہلے سے ہی ان کے پیچھے لگ چکا ہوتا ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ واقعہ ہو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ ہدایت پائیں ان پر خدا کی رحمتیں اور فضل نازل ہوں وہ ساری کی ساری طاقتیں جو خدا کے عذاب کے لئے استعمال ہوتی ہیں وہ خدا کی رحمت کے لئے بھی تو استعمال ہوسکتی ہیں، وہ رحمت کا موجب بھی بن سکتی ہیں۔

چنانچہ سورۃ نوح میں خدا تعالیٰ اس مضمون کو زیادہ کھول کر بیان فرماتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام خدا سے عرض کرتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کو کھول کھول کر متنبہ کر دیا ہے اور ان کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ آسمان سے آنے والا پانی رحمتوں کا موجب بن جائے گا، ضروری نہیں کہ یہ عذاب کا موجب بنے، خدا تعالیٰ ایسے فضلوں کی بارش تم پر برسائے گا جس کا فیض تم ہمیشہ کھاتے رہو گے اور دین اور دنیا کی نعمتیں پا جاؤ گے لیکن میری ساری نصیحتوں، دن رات کی باتوں اور میری تقریروں نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا۔ چنانچہ ایک عجیب دردناک منظر ہے جو حضرت نوحؑ خدا کے حضور پیش

کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَہَارًا ۙ﴿۶﴾ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۷﴾ وَ اِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ لَہُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَہُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَ اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَہُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَکۡبَرُوا اسۡتِکۡبَارًا ۚ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُہُمۡ جِہَارًا ۙ﴿۹﴾ ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَہُمۡ وَ اَسۡرَرۡتُ لَہُمۡ اِسۡرَارًا ۙ﴿۱۰﴾ فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿ۙ۱۱﴾ (نوح:۶-۱۱)

کہتے ہیں اے میرے رب! میں نے تو اپنی قوم کو صبح بھی بلایا رات کو بھی بلایا اور دن کو بھی بلایا لیکن میری آہ و پکارنے ، میری دعوتوں نے اور میرے بلاوے نے ان کو بھاگنے کے سوا اور کسی چیز میں نہیں بڑھایا۔ میں ہر دفعہ جب انہیں اس بات کی طرف دعوت دیتا تھا کہ اے میرے رب تو ان کو بخش دے ،تو وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے اور اپنے کپڑے تکبر سے سمیٹنے لگتے تھے اور اپنے انکار پر اصرار کرتے تھے اور بہت بڑے استکبار میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ پھر ان کو میں نے کھلے طور پر بھی بلایا اور اعلان کر کے بھی بلایا اور خفیہ اشاروں کے ساتھ ان کو سمجھانے کی کوشش بھی کی اور ان کو ہمیشہ یہی کہتا رہا اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ اللہ سے بخشش مانگو، اپنے رب سے استغفار کرو، اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا اس بات کو مت بھولو کہ وہ بہت ہی بخشنے والا ہے۔

پھر اس کے بعد وہ دعا ہے جو میں نے عمداً چھوڑ دی کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اپنی قوم کی زیادتیوں پر وہ دعا مانگوں جس پر حضرت نوحؑ نے اس کو انجام تک پہنچایا اگر چہ یہ ایک بہت ہی خوفناک دعا ہے لیکن حضرت نوحؑ بھی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا ہر گز اپنے رب سے یہ دعا نہ مانگتے اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آپ کو قوم کے انجام کے بارہ میں خبر دے کر خود اس دعا کی اجازت نہ فرمادی ہوتی ۔ بہر حال پرانی تاریخ دہرائی تو جاتی ہے لیکن لفظاً لفظاً بعینہٖ دہرائی نہیں جاتی ،اس میں بہت سے انتباہ ہوتے ہیں، بہت سے سبق ہوتے ہیں تا کہ صاحب فہم قومیں اگر ان سے استفادہ کرنا چاہیں تو کر سکیں۔

پس نہ میں خود یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنی قوم کے بارہ میں وہ دعائیں کروں جو حضرت نوحؑ

نے اپنی قوم سے متعلق کی تھیں، نہ آپ کو اس کی اجازت دے سکتا ہوں کہ آپ لوگ جو پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں یا جو پاکستان سے تعلق نہیں رکھتے وہ پاکستانی قوم کے خلاف ایسی دعائیں کریں۔ البتہ زیادہ سے زیادہ یہ دعا کی جاسکتی ہے (کیونکہ اس حد تک ایک بے اختیاری کا بھی عالم پیدا ہو چکا ہے) کہ اے خدا! مخالفین سلسلہ میں سے جو آئمۃ التکفیر ہیں ان کو ضرور پکڑ اور ان کو عبرت کا نمونہ بنادے تا کہ آئندہ نسلیں ان سے نصیحت پکڑیں۔ لیکن جہاں تک قوم کا تعلق ہے یہ مظلوم ہے، حقیقت حال سے بے خبر ہے، لاعلم ہے یعنی قوم کی اکثریت کو اس بات کا پتہ نہیں کہ مولوی کیا کہہ رہے ہیں۔ جماعت کے خلاف اس قدر جھوٹ پھیلایا گیا ہے اور اتنا کذب سے کام لیا گیا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا مجھے ایک دوست نے بتایا کہ کراچی جیسے شہر میں تعلیم یافتہ لوگ جو جماعت سے واقف ہیں اور بظاہر دنیا کی تعلیم سے خوب آراستہ ہیں (ایسی ہی ایک مجلس میں ذکر ہو رہا تھا) ان سے میں نے احتجاجاً کہا کہ اب بتاؤ کہ کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت جو سارے عالم اسلام میں قدر مشترک ہے بلکہ یہ ایک ایسی قدر مشترک ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ غیروں کو بھی بلاتا ہے، عیسائیوں کو دعوت دیتا ہے کہ اس مشترک کلمہ کی طرف آؤ اور اس کے پہلے حصہ میں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ اس کو زبردستی مٹایا جارہا ہے، اس کی تذلیل کی جارہی ہے، اس کی اسلام تمہیں کیسے اجازت دیتا ہے اس کی کوئی دلیل دو۔ کہتے ہیں پڑھے لکھے لوگوں کی اس مجلس میں ایک صاحب نے کہا کہ ہاں اس کی دلیل یہ ہے کہ تم منہ سے کچھ اور کلمہ کہتے ہو اور دل میں کچھ اور کلمہ ہے۔ منہ سے محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے ہو دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیتے ہو۔ اس جھوٹ اور افتراء کی بھی حد ہے۔ لیکن مولوی نے اس کثرت سے جھوٹ بولا ہے اور ایسے افتراء سے کام کیا ہے کہ پاکستانی سوسائٹی میں نیچے سے اوپر تک اس جھوٹ کا زہر گھول دیا ہے اور عالم کو بھی جاہل بنادیا ہے۔ اس لئے ایسے ظالم لوگ جنہوں نے اس کثرت سے جھوٹ بولا ہے اور قوم کی عاقبت کی کوئی پروا نہیں کی، اپنی عاقبت کا تو ان کو معلوم ہوتا ہے کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ وہ خود کس قماش کے لوگ ہیں اور ان سے کیا ہونے والا ہے مگر قوم کی زندگی سے کھیل رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں تو ہمارے دل کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ اب کوشش بھی کریں تو دل سے دعا نہیں نکلتی۔ عمومی طور پر ہم یہ دعا تو کرتے ہیں کہ اے اللہ ان میں سے اکثریت کو ہدایت عطا فرما، اکثریت کو بچالے اور ان کو ظلم سے باز رکھ۔ یہ لوگ مسلسل سفا کی سے

کام لے رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گند اچھال رہے ہیں ان کو اس سے باز رکھ۔ لیکن کچھ ان میں سے ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو لوگوں کے لئے عبرت کا نمونہ بنیں تا کہ جماعت کے دل بھی ٹھنڈے ہوں، انہوں نے بدزبان مولویوں کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھائے ہیں۔ خدا ان کو جلد پکڑے ان کی عبرت کا نمونہ ساری قوم کے لئے نجات کا موجب بن جائے۔ یہ مقصد ہونا چاہئے اس دعا میں، محض بددعا نہیں بلکہ یہ مقصد ہو کہ اس سے قوم کی بھاری اکثریت ہدایت پا جائے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ باز نہیں آرہے اور تمرد اور سرکشی میں دن بدن آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور یہ نمونہ جو خدا نے ان کو آج کے دن دکھایا ہے اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ استفادہ نہیں کریں گے بلکہ تضحیک کریں گے، تمسخر اڑائیں گے اور کہیں گے طوفان آیا تھا ٹل گیا نا آخر! ہم مستحق ہیں اس بات کے کہ ہمیں بچایا جائے، یہ گویا ان کے حق میں نشان ظاہر ہوا ہے حالانکہ یہ ان کے بارہ میں نشان نہیں ہے پہلے بھی ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ نشان یہ ہے کہ اب بھی اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو پھر خدا کی پکڑ اسی طرح آئے گی کہ وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ (ص: ۴) تمہارے لئے پیچھے ہٹنے یا دائیں بائیں ہونے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہے گی۔ کوئی آگے بڑھنے کی جگہ باقی نہیں رہے گی۔ یہ وہ عبرت کے نشان ہیں جو ہمیشہ ظاہر ہوتے ہیں اور لقموں کے طور پر دکھلائے جاتے ہیں اور آئندہ آنے والے حالات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کاش کوئی ان سے استفادہ کرتا۔ لیکن بظاہر معلوم یہی ہوتا ہے کہ جیسے پرانے لوگوں کی تقدیر تھی اب بھی لوگ نشان دیکھ کر انکار کر دیتے ہیں اسی لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس قوم کو متنبہ کر کے اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ یہ مذہبی طور پر ایک تنبیہ ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ یہ باتیں ان کی سمجھ میں نہ آئیں کیونکہ جس دنیا میں ہم بس رہے ہیں خدا کو جس طرح بار بار ایک زندہ حقیقت کے طور پر ہم نے دیکھا ہے دن رات اپنے گھروں میں اپنے روزمرہ کے سلوک میں، اس طرح ان لوگوں نے اس خدا کو دیکھا نہیں اس لئے ہو سکتا ہے یہ باتیں ان کی سمجھ میں نہ آئیں۔ یہ باتیں ان کی سمجھ سے بالا ہوں اس لئے تنبیہ کے دوسرے پہلو کے طور پر میں نے وہ حصہ رکھا ہے جس کو میں نے ابھی شروع میں بیان کیا تھا کہ ملاں کے قبضہ کے انجام سے

ڈراؤں اور ان کو ایسے رنگ میں بتاؤں کہ ان کو سمجھ آجائے۔ باقی دنیا کی اصطلاحوں سے ان کو بتاؤں، دنیا کی تاریخ پیش کر کے بتاؤں کہ جب کسی قوم پر ملائیت قابض ہو جایا کرتی ہے تو اس کو کس کنارے تک پہنچا دیا کرتی ہے۔اس موضوع پر خطبہ تو انشاء اللہ آئندہ ہوگا۔اس وقت تو روحانی اور مذہبی نکتہ نگاہ سے خواہ یہ سمجھیں یا نہ سمجھیں (اصل زبان تو ہماری یہی ہے ہم پہلے اسی زبان میں) ان کو تنبیہ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عبارتیں میں نے منتخب کی ہیں جو کسی تشریح کی محتاج نہیں۔آپ فرماتے ہیں۔

”تم دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور مخالفانہ دعاؤں کے اس نے مجھے نہیں چھوڑا اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا۔ ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اس نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا اس نے وہی تیر دشمنوں کی طرف لوٹا دیا۔میں بے کس تھا اس نے مجھے پناہ دی۔ میں اکیلا تھا اس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا۔میں کچھ بھی چیز نہ تھا مجھے اس نے عزت کے ساتھ شہرت دی اور لاکھوں انسانوں کو میرا ارادت مند کر دیا۔پھر وہ اسی مقدس وحی میں فرماتا ہے کہ جب میری مدد تمہیں پہنچے گی اور میرے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی یعنی خلق اللہ کا رجوع ہو جائے گا اور مالی نصرتیں ظہور میں آئیں گی تب منکروں کو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا وہ باتیں پوری نہیں ہو گئیں جن کے بارہ میں تم جلدی کرتے تھے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۷۹)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل

اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سواے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔'' (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰)

خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں سے یہ تو ہے احمدیت کا مستقبل، جس کو اسی رخ میں اسی سمت میں بڑھتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں اور مسلسل دیکھ رہے ہیں۔ ہر ابتلاء کے وقت، ہر مصیبت کے وقت اور ہر اندھیرے کے وقت ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا کہ جماعت کا قدم اس مستقبل کی طرف بڑھنے سے رک گیا ہو۔ جماعت تو خدا کے فضل سے معاندین کی تلواروں کے سائے میں بھی آگے بڑھتی رہی ہے اور ان کی گالیوں کی بوچھاڑ کے نیچے سے بھی جماعت اپنے اسی مستقبل کی جانب آگے ہی آگے بڑھتی چلی گئی ہے۔ دشمن گند اچھالتے رہے، دکھ دیتے رہے اور ہر طرح کے افتراء سے کام لیتے رہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس مستقبل کی طرف جماعت کے بڑھنے کی رفتار کو کم نہیں ہونے دیا بلکہ آگے بڑھاتا رہا ہے۔ یہ ہے وہ تقدیر جس کو دشمن کبھی بدل نہیں سکتے۔

ایک اور تقدیر بھی کارفرما ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی تقدیر ہے جو جلد یا بدیر ان پر ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے دشمنان حق وصداقت کے بارہ میں جو تقدیر جاری فرماتا رہا ہے اس کا بھی حال سن لیجئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا (یعنی بلا کے آنے سے پہلے)۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ (جب خدا کی پکڑ آئے گی) انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ

مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد و یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹)